

اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ بڑھا کر 10 فیصد کر دیا

اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ کو 50 بیس پوائنٹس بڑھا کر 10 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے آج کراچی میں گورنر اسٹیٹ بینک جناب یاسین انور کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں کیا۔

بازار کی شرح سود کو موجودہ سطح پر رکھتے ہوئے گرانی میں اضافے سے قرض گیری کی ترغیب بڑھ جائے گی اور معیشت میں بچت کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ اس سے صرف کے ذریعے طلب کے دباؤ میں کافی اضافے کے ساتھ سرمایہ کاری بھی کم ہو سکتی ہے اور اس کے نتیجے میں معیشت کی پیداواری استعداد گھٹ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں بیرونی رقوم کی آمد کے متعلق غیر یقینی صورتحال کے باعث منفی حقیقی منافع زرمبادلہ کی بیرون ملک منتقلی کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے جس سے شرح مبادلہ پر دباؤ بڑھے گا۔

زری پالیسی کے فیصلے کا مکمل متن مندرجہ ذیل ہے:

بیرونی شعبے کے حوالے سے معاشی استحکام کی دشواریاں برقرار ہیں تاہم حالیہ پالیسی اور اصلاحی اقدامات کے پس منظر میں آئندہ معیشت کی مبادیات مستحکم معلوم ہوتی ہیں۔ بڑھتی ہوئی گرانی سے قطع نظر کامیاب سیاسی تبدیلی اور توانائی سے متعلق گردش قرضے کے تصفیے کے نتیجے میں معاشی بحالی کے امکانات حوصلہ افزا ہیں۔ معیشت کو استحکام کے راستے پر گامزن رکھنے کے لیے مزید ساختی اصلاحات جاری ہیں۔ اگرچہ ان کے اثرات کے بارے میں کوئی فیصلہ کن بات کہنا قبل از وقت ہے تاہم معاشی سرگرمی میں تیزی کے آثار ہیں۔ بڑے پیمانے پر ایشیا سازی کی نمونہ ہو گئی ہے اور مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں 8.4 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح برآمدات کسی قدر بڑھی ہیں اور مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان میں 1.3 فیصد نمو ہوئی ہے۔

بیرونی حسابات میں بگاڑ کا سلسلہ مالی سال 14ء میں بھی جاری ہے جس کا بڑا سبب رقوم کی کمزور آمد ہے۔ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی جاری کھاتے کا خسارہ 1.2 ارب ڈالر تھا، جیسا کہ پچھلی سہ ماہی میں دیکھا گیا تھا۔ برآمدات کے مقابلے میں درآمدات میں قدرے تیزی اس کا بڑا سبب ہے۔ مزید برآں، مالی کھاتے کے توازن میں رقوم کا خالص اخراج (net outflow) 68 ملین ڈالر تھا۔ مزید یہ کہ آئی ایم ایف کوئی جانے والی بھاری ادائیگیوں کو شامل کرنے پر اسٹیٹ بینک کے ذخائر م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.3 ارب ڈالر گھٹ گئے۔ یکم نومبر 2013ء کو اسٹیٹ بینک کے ذخائر 4.2 ارب ڈالر ہیں۔

ان بنیادی عوامل کے علاوہ آئی ایم ایف کے آخر ستمبر 2013ء کے اہداف کی بنا پر سٹے بازانہ احساسات شرح مبادلہ کی تعمیر پذیری پر متوجہ ہوئے۔ یہ احساسات زرمبادلہ کی آمدورفت کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت کا اظہار ہیں جو بیرونی حسابات میں دیرپا بہتری سے کم ہونے کی توقع ہے۔ اس سلسلے میں امکان ہے کہ آئی ایم ایف کے پروگرام کے اصلاحات کے حصے پر پیش رفت اہم کردار ادا کرے گی۔ مثال کے طور پر توانائی سے متعلق گردش قرضے کا مسئلہ حل ہونے سے بجلی کی فراہمی بہتر ہوگی ہے جو برآمدات کی نمو میں مددگار ہوگی۔

آئی ایم ایف پروگرام کے تحت ساختی بیس مارکس کی کامیاب تکمیل سے دیگر بین الاقوامی مالی اداروں سے مالی رقوم کی آمد بھی یقینی ہو سکتی گی۔ ایسی اصلاحات کی عدم موجودگی میں رد و بدل کا بوجھ شرح سود اور شرح مبادلہ پر غیر متناسب طور پر پڑتا ہے جس سے بازار میں سٹے بازانہ احساسات جاری رہ سکتے ہیں۔

معیشت کے لیے اصلاحات پر عملدرآمد بے حد ضروری ہے خصوصاً وہ اصلاحات جو مالیاتی استحکام سے متعلق ہیں۔ مثال کے طور پر براہ راست ٹیکسوں کی بنیاد بڑھانے اور ان کی شرحوں کو درست کرنے کے اقدامات محاصل کی وصولی میں دیرپا توسیع کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ تمام دیگر بالواسطہ ٹیکسوں سے برتر ہیں کیونکہ بالواسطہ ٹیکس نوعیت کے اعتبار سے تقلیلی (regressive) ہوتے ہیں اور ان کے لیے معیشت میں زیادہ دستاویزیت درکار ہوتی ہے۔ مالیاتی حکام نے اس سلسلے میں پیش رفت کی ہے اور جی ایس ٹی کی شرح بڑھائی ہے تاہم بے ضابطہ شعبے کو ٹیکس کے جال میں لانا مشکل عمل ہے۔ نتیجتاً مالیاتی خسارے کو نمایاں طور پر کم کرنا دشوار ہے۔ جیسا کہ مالکاری کے حوالے سے ظاہر ہے، مالیاتی خسارے کو م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے ہدف کے اندر رکھنا ممکن ہے تاہم اسٹیٹ بینک کا تخمینہ ہے کہ م س 14ء کے لیے مالیاتی خسارہ بجٹ میں درج 6.3 فیصد سے کسی قدر زیادہ ہوگا۔

مالی سال 14ء کے تخمین شدہ مالیاتی خسارے میں م س 13ء کے 8 فیصد کے مقابلے میں کمی کا انحصار غیر ٹیکس محصولات مثلاً سی ایس ایف پر ہے۔ اکتوبر 2013ء میں سی ایس ایف کی پہلی قسط (322 ملین ڈالر) مل چکی ہے اور توقع ہے کہ باقی قسطیں موجودہ اور آئندہ سہ ماہیوں میں وصول ہو جائیں گی۔ اسی طرح دیگر ذرائع سے آمدنی کا حصول بھی خسارے کو تخمینے کے مطابق رکھنے کے لیے کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ان وصولیوں کی نوعیت یکبارگی (one-off) ہے اور طویل مدت میں ان پر انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا ایک مستقل حل ٹیکس اصلاحات میں پنہاں ہے۔

اسی طرح اخراجات کو معقول حدود میں لانا بھی ضروری ہے۔ بجلی کے نرخوں پر نظر ثانی سے زراعت گھٹانے میں مدد ملنے اور اس کے نتیجے میں دیگر اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا ہونے کی توقع ہے۔ تاہم اس قسم کے مالیاتی استحکام کے اقدامات گرانہی پر اثرات مرتب کرتے ہیں۔ مقررہ قیمتوں میں رد و بدل کی عکاسی براہ راست بلند گرانہی میں ہوتی ہے اور اس سے گرانہی کی توقعات بڑھتی ہیں جیسا کہ گرانہی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) کے حالیہ رجحانات سے ظاہر ہے۔ م س 13ء میں خاصی کمی کے بعد گرانہی کا دباؤ دوبارہ ابھر رہا ہے جس کی عکاسی م س 14ء کے ابتدائی چار مہینوں کے دوران گرانہی کے تیزی سے بڑھنے سے ہوتی ہے۔ اس رجحان میں غذائی و غیر غذائی دونوں گروپوں کا کردار ہے تاہم غذائی گرانہی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) قدرے زیادہ بلند ہے۔ اگر یہ دونوں رجحانات جاری رہے تو گرانہی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بلند سطح پر یعنی 10.5 سے 11.5 فیصد کے درمیان رہنے کا امکان ہے۔

بازار کی شرح سود کو موجودہ سطح پر رکھتے ہوئے گرانہی میں اضافے سے قرض گیری کی ترغیب بڑھ جائے گی اور معیشت میں بچت کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ اس سے صرف کے ذریعے طلب کے دباؤ میں کافی اضافے کے ساتھ سرمایہ کاری بھی کم ہو سکتی ہے اور اس کے نتیجے میں معیشت کی پیداواری استعداد گھٹ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں بیرونی رقوم کی آمد کے متعلق غیر یقینی صورتحال کے باعث منفی حقیقی منافع زرمبادلہ کی بیرون ملک منتقلی کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے جس سے شرح مبادلہ پر دباؤ بڑھے گا۔

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے پالیسی ریٹ کو 50 بیسس پوائنٹس بڑھا کر 10 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو 18 نومبر 2013ء سے مؤثر ہوگا۔

☆☆☆